سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک،

نماز کے فضائل و مسائل

حکمت و فلسفہ' برکات و ثمرات اور اجتماعی زندگی میں اثرات

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قل لعبادی الذین امنوا یقیموا الصلوۃ و ینفقوا مما رزقنھم سرا و علانیۃ من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ و لا خلال (سورۃ ابراھیم آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ: (اے رسول ﷺ) آپ مجھ پر ایمان لانے والے بندوں سے کہہ دیں کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور خرچ کریں (میری راہ میں) وہ مال جو ہم نے ان کو دیا ہے (اس مال کا کچھ حصہ) خفیہ اور علانیہ طور پر۔ اس دن (یعنی قیامت) کے آنے سے پہلے پہلے کیونکہ اس دن نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ کسی کی دوستی کام آئے گی۔

نمازیں گناہوں کا کفارہ **وقال رسول اللہ ﷺ الصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ کفارۃ لما بینھن مالم تغش الکبائر (رواہ الترمذی)**

ترجمہ: پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان کسی شخص سے سرزد ہوں جب تک بڑے گناہوں (خصوصاً حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی جیسے جرائم ہیں) مبتلا نہ ہوا ہو۔

مقصد تخلیق کائنات: محترم سامعین آج اسلام کے ایک مہتم بالشان اور بنیادی ارکان میں اہم ترین رکن نماز کی اہمیت' فضیلت اور اس پر مرتب ہونے والے ثمرات کے سلسلہ میں مذکورہ بالا آیت کریمہ اور حدیث نبویؐ کی تلاوت کردی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس کائنات اور اس میں پیدا ہونے والے بے شمار اشیاء مثلاً پہاڑ' دریا' جنگل' جمادات' نباتات' حیوانات' سیم و زر وغیرہ انسان کی خدمت کے لئے رب کائنات نے پیدا فرمائے۔ گویا اس سارے کائنات کا آخری مقصد انسان ہے' انسان ان تمام مخلوقات کو اپنی ضرورۃ کے مطابق استعمال میں لا کر ان سے مختلف الانواع فوائد حاصل کرتا ہے۔ تمام کائنات کی پیدائش انسان کے لئے کی گئی ہے۔ اب غور کی بات یہ ہے کہ انسان کے لئے جب اتنا عظیم کارخانہ عالم وجود میں آیا تو آخر اس انسان جو تمام مخلوقات میں اشرف و عظمت کی حیثیت حاصل کر چکا ہے۔

مقصد تخلیق انسان: اس کی تخلیق کا مقصد اور اس کی ڈیوٹی کیا ہے؟ وہ غرض خود خالق و مالک نے بیان فرمادی کہ

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون. مفہوم یہ ہے کہ میں نے انسان و جنات کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا۔ دنیا میں پیدا کی گئی ہر چیز اپنے اپنے انداز میں اپنے خالق و مالک کی تسبیح و عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

دنیا کی ہر شئے مصروف ذکر ہے:

فرمان باری ہے: **وان من شئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم (الایہ)** مخلوقات کا ہر فرد اللہ کی حمد وثنا میں مصروف ہے۔ پرندے چرندے جمادات نباتات پہاڑ دریا زمین و آسمان تمام ذکر الہیٰ میں مشغول ہیں

اگرچہ ہم ان کے ذکر واذکار تسبیح و تقدس کرنے کے عمل سے ناآشنا ہے۔ یاد رکھیں ہمارے کسی کی حال یا قال نہ سمجھنے سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ وہ چیز اللہ کے ذکر سے غافل ہے۔ دنیا میں کئی زبانیں انسانوں میں مروج ہیں جن کو نہ ہم جانتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں جس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ لوگ بولتے ہی نہیں۔ مگر انسان و دیگر مخلوقات کے عبادت میں فرق یہ ہے کہ انسان کے علاوہ مخلوقات میں جو عقل سے عاری ہیں' ان میں عبادات کا ذوق وشوق ان کے سرشت میں شامل اور فطری ہے' اور انسان جو عقل کے زیور سے آراستہ ہے۔

تارک صلوٰۃ مقصد تخلیق سے غداری کرتا ہے:

اس کی عبادت خصوصاً نماز اختیاری ہے۔ اگر اس نے اپنے اختیار کو غلط استعمال کرتے ہوئے نماز جیسے اہم عبادت کو ترک کر دیا تو اس نے اپنے مقصد تخلیق سے غداری اور بے وفائی کی۔ ہمیں نماز سیکھنے' سکھانے' پڑھنے کے لئے تربیت' ترغیب اور وعدوعید کی ضرورت ہے اور دیگر مخلوقات کو ان چیزوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جیسے ہم پیدا ہوتے ہیں' سانس لینا شروع کر دیتے ہیں اس کیلئے کسی استاذ' واعظ اور ناصح کی تربیت نہیں ہوتی اسی طرح فرشتے اور مخلوقات کے عبادات بھی ان کے فطرت ہی کا حصہ ہیں۔ ہر مسلمان کو ترغیب اور حکم دیا گیا ہے

اولاد کو اہتمام صلوٰۃ کی تاکید:

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ ﷺ مروا اولادکم بالصلوۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوا ھم علیھا وھم ابنأ عشر سنین. (رواہ ابوداؤد)

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو۔ دس سال کی عمر میں (اگر نہ پڑھیں) تو پھر ان کو معمولی مارو۔''

اللہ کی ذات سب سے بالا برتر اس سے زیادہ عزت' عظمت والا کوئی نہیں' تمام تعریفات کی انتہا اس پر ہو چکی ہے' وہ کسی کا محتاج نہیں۔ ہر کوئی اسی کا محتاج ہے۔ وہ اگر کسی کو عزت' قدرت اور طاقت دینا چاہے' کوئی اس کو اس سے روک بھی نہیں سکتا۔ اور جس سے وہ طاقت و عزت لینا چاہے کوئی طاقت کائنات میں ایسی نہیں جو اس ذات عالی کو اپنے

ارادے سے روک دے۔ وہ تکبر اور اکڑنے والے کو اوندھے منہ گرا کر جہنم کے نچلے طبقے میں پہونچا دیتا ہے مگر جو اس کے سامنے عجز' انکساری' تواضع اور خاکساری سے پیش ہوا اس کے درجات بڑھا دیتا ہے۔ جو مسلمان اس کے سامنے اپنے آپ کو عبد اور غلام کی حیثیت سے پیش کرے اس سے وہ بے انتہا خوش ہو کر مراتب عالیہ پر پہونچا دیتا ہے۔

نماز کی عظمت واہمیت:

نماز کی عظمت واہمیت بھی اور عبادات کے مقابلہ میں اس لئے زیادہ ہے کہ اس میں نمازی حد درجہ تذلیل' انکساری' اور عاجزی کی حیثیت سے مالک الملک کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ نماز درحقیقت اپنے مولیٰ و مالک جل جلالہ' بندگی کا حق ادا کرنے کی انسانی کوشش ہے' کھڑے ہو کر ناف پر دست بستہ ہو کر ہاتھ باندھنا' رکوع کے لئے سر جھکانا' سجدہ کے وقت ناک و پیشانی زمین پر رکھنا اللہ کے کروڑوں انعامات کا شکر اور معبود ہونے کا عملی اقرار ہے۔ آپ نماز میں جو کچھ پڑھتے ہیں اور جن حرکات کا سامنا کرنا پڑتا ہے' ہر ایک پر غور کریں تو ساری کی ساری نماز اللہ کی کبریائی' وحدہ لاشریک ہونے اور نمازی کے تعلق مع اللہ ہونے کا واضح ثبوت ہے' مگر شرط یہ کہ نماز کی حالت میں جو اعمال ادا کئے جاتے ہیں ادائیگی کے وقت ربط و کنکشن بھی معبود کیساتھ قائم ہو تصور یہ ہو کہ میں بحیثیت مجرم اپنے مالک اور شہنشاہ حقیقی کے سامنے کھڑا ہوں۔

نماز تمام عبادات کی قبولیت کا مدار ہے:

نماز کے اسی اہمیت کے پیش نظر امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب نے جو پہلا حکم نامہ جاری فرمایا وہی یہ تھا کہ **ان اھم امور دینکم عندی الصلوۃ فمن اقامھا فقد اقام الدین ومن ضیعھا فھو لما سواھا اضیع**

ترجمہ: میرے نزدیک دینی امور میں سب سے زیادہ اہم امر نماز ہے۔ جس نے اس کی محافظت کی اس نے (اپنے) دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز ضائع کی تو وہ دوسرے دینی کام اس سے بھی زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔ حضرت عمرؓ کے فرمان کا خلاصہ یہ ہے کہ جس مسلمان کی نظر میں نماز جیسے بنیادی عبادت کی اہمیت نہ ہو' جبکہ اس کی ادائیگی کے لئے نہ کسی تھکاوٹ کی ضرورت پڑتی ہے نہ زیادہ وقت درکار ہے نہ مال خرچ کرنے اور قربانی کی ضرورت ہے' نہ اس کا پڑھنا کسی خاص مقام کے ساتھ مخصوص ہے' حضورؐ کے ارشاد کے مطابق کہ **جعلت لی الارض مسجدا و طھورا .** جہاں بھی پاک زمین میسر ہو نماز پڑھی اور پڑھائی جاسکتی ہے۔ سابقہ امم کو تو یہ سہولت بھی میسر نہ تھی۔ بلکہ عبادت کے لئے اپنے معابد میں ادائیگی لازمی تھی۔ اتنی سہولتوں کے باوجود بھی اگر کوئی بدقسمت نماز ادا کرنے میں لاپرواہی' سستی کا مظاہر کرے تو عبادات' معاملات و دیگر دینی امور میں تو اس سے بھی زیادہ لاپرواہی اور غفلت کا مظاہرہ کرے گا۔ اس سے آپ کو یہ بھی اندازہ ہوا ہوگا کہ دین کے دوسرے کاموں کے بقاء اور عدم کا دارومدار بھی اسی نماز پر ہے' نماز ہے تو باقی دین اور دینی احکامات بھی ہیں نماز نہیں تو کچھ بھی نہیں اگر کوئی یہ کہے کہ میں صرف نماز پڑھنے کا عادی نہیں' باقی تمام

دینی عبادات کی ادائیگی کا پابند ہوں' لہٰذا کسی کی ملامت کا مستحق نہیں ایسا شخص غلط اور خود ساختہ گمان میں مبتلا ہو کر اپنے دین و ایمان کی تضییع کر رہا ہے' یہ ایسی عبادت ہے جو بعض اعذار مخصوصہ جو عورتوں کے ساتھ خاص ہیں کے علاوہ ہر مرد و زن پر جب تک زندگی کی رمق باقی ہو ادائیگی لازمی ہے۔ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑھے' بیٹھنا ممکن نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر سر کے اشارے سے ادا کرے۔ اس کی قدرت بھی نہ ہو تو پھر موخر کر دے۔ عذر جاری ہو تو نماز کا وقت داخل ہوتے ہی وضو کر کے عذر کی موجودگی کے باوجود اس وقت جتنی نمازیں پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے۔

نماز درس مساوات:

اس عبادت میں نہ امیر و غریب کا فرق ہے نہ رنگ و نسل کا' دنیا کے کسی کونے میں رہنے والا مرد ہو یا عورت نماز کی ادائیگی اس کے لئے ضروری ہے۔ مسلمان و غیر مسلم کا فرق و امتیاز نماز ہی کے ذریعے ہوتا ہے اسی لئے سرکار دو عالم نے فرمایا:

عن جابرؓ قال قال رسول الله ﷺ بین العبد و بین الکفر ترک الصلوۃ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت جابرؓ آنحضرت ﷺ سے روایت فرما رہے ہیں کہ آدمی کو کفر سے ملانے والی چیز نماز کا چھوڑ دینا ہے۔

یہی نماز تو مسلمان و غیر مسلم کے درمیان امتیاز اور فرق کا اہم ذریعہ ہے۔ مسلمان حی علی الصلوۃ اور حی الفلاح کی صدائیں سن کر نماز' مسجد' جماعت اور صف اول کے حصول کے لئے دوڑتا ہے' اور کافر اپنے غلط عقیدہ اور بے بنیاد مذہب پر عمل کرتے ہوئے نماز جیسے ضروری عمل جو قیامت کے دن نور ہو گی سے محروم ہو گا۔

محترم حضرات آج تو بد قسمتی سے ہم مسلمان تو شکل و صورت و لباس میں غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کر چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کا کافروں سے فرق کرنا بھی مشکل ہو گیا۔ اگر جدائی کا یہی ذریعہ نماز ہم نے بھی ترک کر دیا تو پھر ہمارے اور غیر مسلموں کے درمیان حد بندی اور شناخت کا ذریعہ کیا رہے گا۔

سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا: ارشاد نبوی ﷺ ہے:

اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ الصلوۃ فان صلحت صلح سائر وعملہ وان فسدت فسد سائر عملہ (طبرانی)

ترجمہ: قیامت کے دن (حقوق اللہ میں) سب سے پہلے باز پرس نماز کی ہو گی اگر نماز کا معاملہ درست (ثابت) ہوا (باقی) تمام اعمال و عبادات درست پائے جائیں گے اگر نماز کا معاملہ درست نہ ہوا تو دیگر تمام اعمال بھی خراب ہوں گے۔

ایک اور مقام پر سرکار دو عالم نے سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

ولا دین لمن لا صلوۃ لہ' انما موضع الصلوۃ من الدین کموضع الراس من الجسد

ترجمہ: اس (شخص) کا دین ہی نہیں جس کی نماز نہیں' دین میں نماز کو وہ حیثیت حاصل ہے جو کہ سر کو ایک جسم میں

ہے۔ اگر سر نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

یہ اسلام کا ایسا ستون ہے جس کے نعوذ باللہ گرانے اور پابندی نہ کرنے سے اسلام کی بلڈنگ کا پورا ڈھانچہ منہدم ہونے کے یقینی خطرہ سے دوچار ہو جاتا ہے

تارک صلوٰۃ کا حکم:

رب کائنات اور سرکار دو عالم کے نماز کے بارہ میں زوردار تاکیدات اور اصرار ہی کی وجہ ہے کہ فقہاء و علمائے امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ جو شخص نماز کی فرضیت کا منکر ہو وہ اسلام سے خارج ہے۔ اور جو فرض مانتے ہوئے بلا عذر قصداً اسے ترک کر دے تو امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایسا شخص فاسق اور اس کی سزا اس کو قتل کرنا ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہ کے بقول ایسے فرد کی سزا دائمی جیل میں ڈالنا ہے کہ یا تو بہ تائب ہو کر نماز پڑھنے پر آمادہ ہو جائے یا جیل ہی میں اسے موت اپنی لپیٹ میں لے لے۔ امام احمدؒ کی بھی ایک روایت یہی ہے کہ عملاً بغیر عذر نماز نہ پڑھنے والا کافر ہے۔

حضرت عمرؓ کا اہتمام صلوٰۃ و ارشاد:

حضرت عمرؓ جب زخمی ہونے کے بعد بے ہوش ہوئے' افاقہ ہونے پر کسی نے نماز کے بارہ میں عرض کر دیا تو اس کی تائید میں آپؓ نے فرمایا: **نعم ولا حظ فی الاسلام لمن ترک الصلوٰۃ** ایسے شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جو نماز جیسے عظیم فریضہ کو چھوڑ دے۔ سیدنا عمرؓ کی مرض وفات میں بھی نماز کی پابندی کی یہ حالت تھی کہ زخم سے خون رس رہا ہے' عذر دائمی میں مبتلا ہیں' مگر پابندی سے نماز پڑھنے کا سلسلہ تا وفات جاری رکھا۔

نماز قرب کا وسیلہ ہے:

اس عبادت کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بندہ اپنے رب کے قرب سے مالا مال ہوتا ہے۔ اس لئے اسے مومن کے معراج کے نام سے یاد فرمایا گیا۔ نمازی اگر نماز کے تمام شرائط کے ہوتے ہوئے نماز کے دوران یہ تصور و احساس دل و جان سے کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں' ظاہر بات ہے اگر یہ تصور موجود رہے تو پھر رکوع و سجدہ بھی اطمینان سے ہوگا' خشوع و خضوع بھی ہوگا۔ آج اگر ایک حاکم استاذ یا والد اپنے ماتحت' شاگرد یا بیٹے کو کسی کام کرنے کا حکم دے پھر اس محکوم کو یہ یقین بھی ہو کہ مجھے حکم دینے والا کام کرتے وقت مجھے دیکھ بھی رہا ہے۔ تو کتنے احتیاط اور توجہ سے وہ یہ حکم بجالائے گا۔ جب یہ عقیدہ ہو کہ میرا مالک حقیقی یعنی اللہ اس عبادت کو جو اس کے ساتھ تعلق کا مظہر اتم ہے کے ادائیگی میں اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو یا رکوع و سجود میں ہو۔ پھر اس نمازی کے نماز کا ایک ایک رکن بھی قابل رشک اور عند اللہ قبولیت کے بہت قریب ہوگا۔ ایسے شخص کے رگ و ریشہ میں پانچوں نمازوں کی پابندی' اوقات صلوٰۃ کا اہتمام رکوع و سجدہ اچھی طرح ادا کرنے کی عادت رچ بس جائے گی' یہی وہ نمازی ہے جس پر رب العالمین نے جہنم کی آگ حرام کرنے کی ذمہ داری لی ہے' دین سے اگر نماز کو جدا کیا جائے تو وہ مکمل دین نہ ہوگا بلکہ خالی جسد بلا

روح رہ جائے گا

نماز جہاد سے بھی افضل ہے: نماز کا درجہ انتہائی اہم ہونے ہی کی وجہ ہے کہ حضور سے پوچھا گیا۔

عن عبداللہ بن عمرؓ ان رجلا اتی رسول اللہ ﷺ فسالہ عن افضل الاعمال فقال رسولؐ الصلوۃ قال ثم مہ قال ثم الصلوۃ قال ثم مہ قال ثم الصلوۃ ثلاث مرات قال ثم مہ قال الجھاد فی سبیل اللہ. (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر آنحضرت ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور کی خدمت میں آکر پوچھا (دین کے اعمال میں) کہ اعمال میں سب سے بہتر عمل کون سا ہے۔ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا ''نماز'' انہوں نے پھر سوال کیا (نماز کے بعد) کون سا عمل (بہتر ہے) آنحضرت ﷺ نے دوبارہ فرمایا ''نماز'' (تیسری مرتبہ) اسی سائل نے پھر پوچھا۔ پھر کون سا عمل' مرشد انسانیت نے فرمایا ''نماز'' چوتھی مرتبہ پھر وہی سوال کیا کہ پھر کون سا عمل آپ ﷺ نے فرمایا جہاد یعنی علائے کلمہ اللہ کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد۔

تینوں مرتبہ سائل کے سوال پر ختم الرسل گا نماز ذکر فرمانا اس کی اہمیت اور افادیت کا برملا اظہار ہے۔ غور وفکر کے لئے یہی کافی ہے کہ جہاد جیسی اہم عبادت جس میں انسان اپنی قیمتی متاع جان کو بھی گنوا دیتا ہے مگر عام حالات میں جان کی قربانی جیسے عظیم قربانی سے بھی صلوۃ کا درجہ اعلیٰ وافضل ہے۔ البتہ جب علمائے امت اور شرائع دین پر چلنے والے ارباب اقتدار خاص حالات میں جہاد عام جسے علماء کے اصطلاح میں نفیر عام کہا جاتا ہے اعلان کریں پھر جہاد لازم و فرض ہوکر بیٹے کو باپ اور بیوی کو خاوند سے جہاد میں شرکت کرنے کی اجازت بھی ضروری نہیں ہوتی۔ ان حالات میں اللہ کی راہ میں جہاد کی اہمیت اور فوقیت سے انکار اپنے دین کو برباد کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اس راہ میں پھر سفر کرنا' خرچ کرنا' نیند' بیداری' پہرہ داری حتیٰ کہ ایک ایک لمحہ ساری رات کی عبادات' عمر بھر کے ذکر واذکار اور دینی معمولات سے کئی گنا زیادہ بہتر عبادت اور جنت میں داخلہ کا سٹوفکیٹ اور پروانہ ہے۔

نماز عبدیت کا مظہر ہے:

اللہ جل جلالہ' کی صفات کمالیہ میں جلال و جمال بھی ہیں' دنیا میں رب العالمین کے تخلیق کردہ ہر چیز میں خیر وشیر کے دونوں پہلو موجود ہیں۔ جہاں سرکشی اور نافرمانی موجود ہو تو اس کے اصلاح کے لئے صفت جلال کی موجودگی اہم تقاضا ہے اور جو لوگ خیر واطاعت کے جذبہ سے مالامال اور اطاعت گزار ہوں ان کے لئے رحمت وشفقت کا مظاہرہ اور انعام واعزاز کا اظہار فرمایا گیا۔ مالک کائنات کے ان دونوں اہم صفات کے جو تقاضے تھے' انکے مطابق بنی آدم کو نماز ودیگر عبادات کا پابند کردیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ نماز جو کئی ارکان واعمال پر مشتمل عبادت ہے اسکے ہر عمل میں اللہ کی عبدیت' عجز وانکساری اور اپنے آپ کو حقیر وناچیز سمجھنے کا اظہار بدرجہ اتم موجود ہے۔ فقہاء وعلماء کے درمیان اس پر تو

اتفاق ہے کہ مکمل نماز میں نمازی اپنے انتہائی ادب اور اللہ وحدہ لاشریک کے نسبت سے زیادہ فضیلت واہمیت کا حامل ہے' احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اجزائے نماز کا ایک درجہ نہیں بلکہ ان میں تفاوت اور ہر ایک کے جدا جدا تاثیر وخصوصیات ہیں۔ مثلاً قیام جس میں قرأۃ قرآن کیا جاتا ہے' اس کے بارہ میں سردار انبیاء ﷺ کا فرمان ہے۔

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ افضل الصلوۃ طول القنوت (رواہ الترمذی و ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت جابرؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کے اعمال میں سب سے بہتر عمل قیام کو طویل کرنا ہے۔

جو خوش قسمت باقاعدگی سے نماز ادا کرنے کے پابند ہیں ان کو معلوم ہے کہ قیام میں سورۃ فاتحہ اور قرآن پڑھا جاتا ہے' جتنا کھڑا ہونا یعنی قیام لمبا ہوگا اتنا قرآن کی تلاوت بھی زیادہ کرنے کا موقع ملے گا۔ قراءۃ قرآن کے ایک ایک لفظ پڑھنے پر جس اجر وانعام کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگر ان کا تصور کیا جائے تو اس حیثیت سے قیام کا درجہ بھی اہم وافضل ہونے کا فرمان اپنی جگہ اہم اور رب العزت کے خوشنودی کا باعث ہے۔ اور ہاتھ سینے پر باندھ کر اس حالت میں کسی کے سامنے ادب واحترام سے کھڑے ہونے کو انتہائی عجز وانکساری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نماز کا ہر رکن رب کی حاکمیت اور بندہ کی عبدیت کا اظہار ہے:

اور پھر رکوع اور سجدہ میں تو انسان اپنے مکمل ذلت' کمزوری اور عجز وانکساری کا اظہار کر کے اللہ کی مالکیت اور قدرت کا برملا اعلان ہے۔ سر جو انسانی اعضاء میں انتہائی عزت وعظمت کی نشانی ہے۔ آدھے بدن سمیت سر کو اللہ کے حضور رکوع میں جھکا کر' ناک اور پیشانی کو زمین پر سجدہ میں رکھنا بھی احکم الحاکمین کے عظمت اس بات کا اعلان ہے کہ اللہ کی ذات سب سے اعلیٰ وبرتر ہے۔ قعدہ میں اپنے تمام قولی' عملی اور مالی عبادات کو صرف اللہ کیلئے خاص کرنا' اور اس کے وحدہ لاشریک کی گواہی' سرکار دو عالم ﷺ کی نبوت ورسالت کا اقرار اور اس مقدس ہستی پر عجز وانکساری سے درود وسلام بھیجنا' اور آخر میں انتہائی خشوع وخضوع سے اپنے لئے دنیوی واخروی سلامتی وعافیت کی دعا صرف اسی ذات باری تعالیٰ سے کرنا' یہ تمام ارکان بزبان حال وقال دلالت کر رہی ہیں کہ اس کا ہر رکن نمازی کی ذلت ومسکنت سے بھرپور اور اللہ کی صفات معبودیت' حاکمیت اور بادشاہت کا مکمل واتم اظہار واقرار اور اپنے حقیقی مولیٰ سے غلامی کا تعلق تازہ ہو جاتا ہے۔ نماز کی ادائیگی کا وقت ہو چکا ہے' ان شاء اللہ اگلے جمعہ مزید گزارشات عرض کرنے کی کوشش کروں گا' خصوصاً یہ کہ ایک آیت کریمہ میں نماز کی خاصیت بیان کی گئی ہے کہ نمازی نماز کی وجہ سے منکرات اور گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جبکہ ہم جیسے لوگ نماز ادا کر کے بھی گناہوں کی دلدل میں مزید دھنستے جا رہے ہیں۔ آخر کیوں۔ رب کائنات مجھے اور آپ کو نماز کی ادائیگی کی توفیق سے نواز کر اس کے حقیقی ثمرات اور اجور سے مالامال فرمائیں آمین۔